صحافت ایسے سیکھیں / آیئے، سیکھئے، لکھئے اور چھا جایئے!

کارزار/انور غازی

آج صحافت کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ حکومتیں اس کے احترام میں باجماعت کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اکبر اعظم کے زمانے میں وسطی ایشیا کے کسی حکمران نے کہا تھا: "مجھے اکبر کی تلوار سے اتنا خوف نہیں آتا جتنا کہ ابوالفضل کے قلم سے ڈر لگتا ہے۔" حضرت علیؓ کا قول ہے: "انسان ہر وقت اور ہر عمر میں علم و ہنر اور فن حاصل کر سکتا ہے۔" یونان کا مشہور فلسفی سقراط کہا کرتا تھا: "مجھے ایک بستر اور ایک اچھی کتاب دے دی جائے، بس اور کچھ نہیں چاہیے

پڑھنا پڑھانا، لکھنا لکھانا اور صحافت ایک دلچسپ مشغلہ ہے۔ آج یعنی 2016ء میں نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد کارزارِ صحافت میں قدم رکھنا چاہتی ہے۔ جرنلزم کی دشت نوردی کی خواہاں ہے، مگر ان کو صحیح راہنمائی نہیں مل رہی۔ ملکی، قومی اور نجی سطح پر ایسے معیاری ادارے نہیں ہیں جو صحافت کے شوقین طلبہ و طالبات کی اس فن میں دستگیری کریں۔ پاکستان میں جرنلزم کی تعلیم کا آغاز 1960ء میں ہوا۔ پنجاب یونیورسٹی کے بی اے اور ایم اے جرنلزم میں جو کتابیں پڑھائی جاتی تھیں، وہ تمام غیر ملکی اور انگریزی زبان میں تھیں۔ جو ان ممالک کے معاشرے اور حالات کو مد نظر رکھ کر لکھی گئی تھیں۔ ان کتابوں کے اردو میں ترجمے ہوئے اور صحافت کو بی اے کے اختیاری مضمون کے طور پر متعارف کروایا گیا، پھر ایم اے جرنلزم ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ جرنلزم کے موضوع پر مقالے، کتابچے، رسالے، مضامین اور کتابیں لکھی جانے لگیں۔ یہ سلسلہ تاہنوز جاری و سار ہے۔ اس وقت جرنلزم کے موضوع پر سو سے زائد کتابیں ہیں۔ ہم نے "صحافت ایسے سیکھیں" لکھنے سے پہلے مارکیٹ میں دستیاب تمام کتابوں کا مطالعہ کیا۔

مثال کے طور پر:

نمبر	کتاب کا نام	مصنف کا نام
01	اردو صحافت کے 150 سال	ڈاکٹر رشید احمد گوریجہ کی
02	جدید صحافت اور ابلاغ عامہ	ثاقب ریاض کی

03	فنِ صحافت	ڈاکٹر عبد السلام خورشید کی
04	صحافت	ایضاً
05	کاروانِ صحافت	ایضاً
06	داستانِ صحافت	ایضاً
07	فنِ ادارت	ڈاکٹر مسکین علی حجازی کی
08	اداریہ نویسی	ایضاً
09	خیابانِ صحافت	ایضاً
10	پاکستان میں ابلاغیات	ایضاً
11	مکتوب نگاری	ایضاً
12	خبر نگاری	احمد نسیم سندیلوی کی
13	درسی گرامر	ایضاً
14	رہبر اخبار نویسی	سیّد اقبال قادری کی
15	فیچر، کالم اور تبصرہ	محمد اسلم ڈوگر کی
16	آپ بھی لکھیں	ڈاکٹر غلام فرید بھٹی کی
17	آپ بھی لکھ سکتے ہیں	رائے صابر حسین کی
18	کیف تکتب بحثاً	ڈاکٹر احمد شبلی کی
19	رِسَالۃ	ایضاً
20	کیف تترجمہ	محمد حسین عودہ کی
21	راہنمائے مطالعہ و مضمون نگاری	جمیل احمد نذیری کی
22	لکھاری کیسے بنتا ہے؟	امجد جاوید کی
23	مقالہ نگاری کے اصول	عقیل الرحمٰن کی

24	اردو ادب کی تدریس و تمرین	عزیز دانش امدادی کی
25	ٹرانسلیشن	افضل انور کی
26	اردو املاء و قواعد	ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی
27	املاء اور رموزِ اوقاف کے مسائل	اعجاز راہی کی
28	نظریات ابلاغ	پروفیسر متین الرحمٰن مرتضٰی کی
29	تعارف ابلاغ عامہ	ایضاً
30	معاون ترقی ابلاغ	ایضاً
31	برصغیر میں اسلامی صحافت کی تاریخ اور ارتقاء	ڈاکٹر سلیم الرحمٰن ندوی کی
32	تحریر کیسے سیکھیں	مفتی ابولبابہ شاہ منصور کی
33	لکھنا سیکھیے	ایضاً
34	اردو صحافت کے ارتقاء میں خواتین کا حصہ	ڈاکٹر نسیم آراء کی
35	تحقیق کا فن	ڈاکٹر گیان چند کی
36	تحقیقی مقالات کی تدوین	پروفیسر صلاح الدین کی
37	آئینہ اردو	خالد صدیقی علی حسن کی
38	اردو زبان اور اس کی تعلیم	ڈاکٹر سلیم فارانی کی
39	اردو صرف و نحو	مولوی عبدالحق کی
40	اردو قواعد انشائ	ماہ لقا رفیق کی
41	اردو گرامر	بشیر احمد قریشی کی
42	جدید اردو کمپوزیشن	ایضاً
43	جدید درسی اردو گرامر	ضیاء الدین احمد نظامی کی
44	تعمیر ادب	اقبال جاوید کی

45	اردو صحافت و ابلاغ	خالد محمود عالی کی
46	جدید صحافت	ایضاً
47	مجلاتی صحافت کے ادارتی مسائل	روشن آرا راؤ کی
48	ریڈیائی صحافت	سجاد حیدر کی
49	اکابر صحافت	شاہنواز فاروقی کی
50	ٹیلی ویژن اور ابلاغ	اے آر خالد کی
51	فنِ زود نویسی	مرزا محمد ہادی رسوا کی
52	تاریخِ صحافت	محمد افتخار کھوکھر کی
53	ابلاغ عامہ کے نظریات	ڈاکٹر شمس الدین کی
54	شماریات اور تحقیقی طریقے	پروفیسر سیّد ساجد حسین کی
55	ذرائع ابلاغ اور تحقیقی طریقے	کنور محمد دلشاد کی
56	صحافتی ذمہ داریاں	احسن اختر ناز کی
57	اصولِ صحافت	اوپن یورسٹی کی
58	صحافتی زبان	سہیل وحید کی

....

وغیرہ کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔

اسی طرح مختلف یونیورسٹیوں کے سلیبس اور نصابوں کا جائزہ لیا ہے کہ کس یونیورسٹی میں جرنلزم کا نصاب کیا ہے؟ پڑھانے کا طریقہ کار کیا ہے؟ سب یونیورسٹیوں کے نصاب جمع کرکے ایک نظر دیکھا ہے۔

مثال کے طور پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کا "ایم اے جرنلزم کا پورا نصاب"۔ کراچی یونیورسٹی کا "ایم اے صحافت کا سلیبس"۔ ملتان کی بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی کا "ایم اے جرنلزم کا نصاب"۔ بہاولپور کی اسلامیہ یونیورسٹی کی "ایم اے صحافت کی کتابیں" .... پڑھی ہیں۔

کالجوں، یونیورسٹیوں، لائبریریوں، مکتبوں، کتب خانوں میں صحافت کے موضوع پر جو کچھ بھی ملا، پڑھا۔ انٹرنیٹ پر صحافت اور جرنلزم کے موضوع پر جتنا مواد مل سکا، اس کا بھی مطالعہ کیا، نوٹس لیے، غور و فکر کیا اور پھر جو کچھ سمجھ میں آیا لکھ دیا ہے۔

صحافت کے موضوع پر ہم نے جتنی بھی کتابیں پڑھی ہیں، ان سب میں قدیم صحافت، پرانی تاریخ اور نظری باتیں زیادہ اور عملی مشقیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اکثر کتابوں میں 2001ء سے پہلے کی صحافت اور جرنلزم کا طریقہ کار بتایا گیا ہے، جبکہ 2002ء کے بعد جب الیکٹرانک میڈیا کا طوفان آیا۔ نئے نئے چینلز نے اپنے اپنے اخبارات بھی جاری کیے۔ ادھر جن اخبارات کے چینل نہیں تھے تو انھوں نے چینل کا آغاز کر دیا۔ جب اخبارات اور چینل بڑھے تو ورکنگ جرنلسٹ کم پڑنے لگے، چنانچہ ایسے لوگ بھی صحافت کرنے لگے جن کا دور دور تک صحافت سے تعلق نہ تھا۔ وہ صحافت کی الف ب سے بھی واقف نہ تھے۔ 2005ء کے بعد تمام اخبارات کا سارا کام کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے۔ جبکہ صحافت کی کتابوں میں جو کچھ لکھا ہوا ملتا ہے، اسے پڑھنے کے بعد جرنلزم کے طلبہ و طالبات جب عملی میدان میں آتے ہیں تو وہ حیران اور ششدر رہ جاتے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور ہم نے کیا پڑھا تھا؟ مثال کے طور پر صحافت کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ اخبار کی پیسٹنگ ٹریسنگ کاغذ پر ٹیبل پر کی جاتی ہے، جبکہ عملی طور پر اخبار کی پیسٹنگ کمپیوٹر پر ہو رہی ہے۔ نہ پیسٹنگ ٹیبل پر ہوتی ہے اور نہ ہی ٹریسنگ کاغذ کہیں نظر آتا ہے۔

اس کتاب "صحافت ایسے سیکھیں" کا امتیاز یہ ہے کہ اس میں عملی طور پر آج یعنی 2016ء میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کا ذکر کیا گیا ہے، عملی طریقہ کار بتایا گیا ہے۔ جدید اسلوب اور انداز میں لکھنے کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے۔ گزشتہ 10 سالوں میں جس طرح ہر چیز اور کام میں جدت ہے۔ جدید ٹیکنالوجی کا استعمال بڑھا ہے۔ اسی طرح پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں بھی ہوا ہے۔ 2002ء سے پہلے لکھی گئی کتابوں کا انداز اور اسلوب بھی قدیم ہے اور معلومات بھی پرانی ہیں۔ ہم نے جدید انداز اختیار کیا ہے اور وہ معلومات دی ہیں جس کا وجود بھی ہے اور عملی ثبوت بھی۔ صحافت کے میدان میں نوواردوں کی مختلف پہلوؤں اور سمتوں سے صحیح راہنمائی کی گئی ہے۔

یاد رکھیں! لکھنا ایک مسلسل تخلیق کا عمل ہے۔ آپ نے کسی شخص کو نہیں سنا ہوگا کہ وہ یکایک بڑا لکھاری بن گیا۔ اس میدان میں برسوں مسلسل محنت کرنا پڑتی ہے۔ کتابوں کے ساتھ زندگی گزارنا پڑتی ہے۔

ریڈرز ڈائجسٹ کے لکھاری برین کلیمس لکھتے ہیں: "آپ نے متعدد لوگوں سے سنا ہوگا، میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔ میں اس پر کتاب لکھنے والا ہوں، مگر آج تک ایسا کوئی بھی شخص کتاب نہیں لکھ سکا، اس لیے کہ لکھنا ایک مشکل، صبر آزما اور محنت طلب کام ہے۔ یہ ایسا شوق ہے جسے نبھانا مشکل ہی نہیں، بے حد مشکل ہے۔ ای بی وائٹ کو امریکا کے مقبول ترین مصنفین میں شمار کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "جو شخص لکھنے کے لیے مناسب وقت کے انتظار میں ہو، وہ کچھ بھی لکھے بغیر دنیا سے رخصت ہو جائے گا۔

لکھنے کا سب سے اہم اصول یہی ہے کہ لکھنے کا وقت وہ ہے جب آپ کے ہاتھ میں قلم آجائے۔

آپ ایک لمحے کو سوچیں کہ اگر مولانا ابوالکلام آزاد اس انتظار میں بیٹھے رہتے کہ انہیں احمد نگر کی جیل سے رہائی ملے گی، ایک وسیع و عریض لائبریری میسر آئے گی، آرام دہ بستر نصیب ہوگا اور صاف ستھرا کمرہ دستیاب ہوگا .... تو پھر ہی وہ قلم اٹھائیں گے۔ شاید اس صورت میں ہم "غبارِ خاطر" جیسی بے مثال کتاب سے محروم ہو جاتے۔

علامہ ابن تیمیہؒ کے دور کا ذرا اندازہ لگائیں۔ تاتاریوں نے کاشغر سے لے کر عراق تک اسلامی سلطنت کو ادھیڑ کر رکھ دیا تھا۔ جان، مال، عزت آبرو بچانا ہی مشکل ہو گیا تھا۔ آپ دمشق پہنچے تو صحرائے گوبی کی آندھی وہاں بھی خاک اڑاتی آ پہنچی۔ حالات نے قلم کے ساتھ تلوار اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ قلم و کتاب کے میدان کا شاہسوار شمشیر و سنان کے جوہر دکھانے لگا۔ جب تاتاریوں کو مار بھگایا تو سرکار نے ناک میں دم کر دیا۔ زندگی کے آخری دو سال جیل میں گزرے، مگر قید و بند بھی انہیں کاغذ اور قلم سے دور نہیں کر سکی۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو ساڑھے تین سو کے لگ بھگ کتابیں لکھ چکے تھے۔

بر صغیر میں دیکھیں تو امام شاہ ولی اللہ کو بھی ایسے ہی حالات کا سامنا رہا۔ آپ کے دور میں دہلی پر جاٹ، مرہٹے اور سکھ یکے بعد دیگرے طاقت آزمائی کرتے رہے۔ مغل حکمران اس خوف سے شہر ہی چھوڑ گیا تھا۔ پنجاب مغلیہ سلطنت کی عمل داری سے نکل چکا تھا۔ کتاب، قلم، تسبیح و مسجد چھوڑ کر خلافت بچانے کی ذمہ داریاں کندھوں پر آن پڑیں۔ شاہ عالم کو خطوط لکھ لکھ کر ہمت، جرات اور شجاعت کی ترغیب دیتے رہے۔ بادشاہ نہ مانا تو مشہور سپہ سالار نواب الدولہ کو ہمت دلانے لگے کہ وہ آگے بڑھیں۔ یہ منصوبہ بھی کام نہ آیا تو احمد شاہ ابدالی کو دعوت دے ڈالی۔ دس سال تک دہلی بغیر بادشاہ رہا اور امام شاہ ولی اللہ اسی دہلی میں بیٹھے قلم کے چراغ تیار

کرتے رہے، اس لیے کہ کوئی بھی لکھاری آئیڈیل ماحول، مثالی کیفیت اور آمد کے انتظار میں بیٹھا رہے گا تو کبھی بھی نہیں لکھ پائے گا۔

اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ صحافت کا یہ کام کر سکتے ہیں تو اس پیشے کو ضرور اختیار کیجئے، مگر یہ بات یاد رکھیں کہ اس شعبے میں شہرت تو بہت زیادہ ہے مگر محنت اور جدوجہد کی بھی ضرورت ہے۔ تاریخ بتاتی ہے دنیا میں ہمیشہ درمیانے پڑھے لکھے لوگوں نے ہی ترقی کی ہے۔ کہتے ہیں: دنیا میں ہر چیز کا متبادل ہے، مگر محنت کا کوئی شارٹ کٹ نہیں ہے۔ دیکھیں! دنیا کا کوئی کیمیائی عمل لوہے کو سونا نہیں بنا سکتا، لیکن انسانی ہاتھ وہ طاقت ہیں جو دنیا کی کسی بھی دھات اور لوہے کو سونے میں بدل سکتے ہیں، چنانچہ دنیا میں بد محنت، کام چور اور نکمّے لوگوں کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں ہے، جبکہ محنت سے کام کرنے والوں کے لیے پوری دنیا کے دروازے کھلے پڑے ہیں، لہٰذا اگر آپ محنت اور جدوجہد سے نہ گھبراتے ہوں۔ کام، کام اور صرف کام کے عادی ہوں تو پھر آپ کامیاب صحافی بن سکتے ہیں۔

***

نوٹ: ہمارے ''آن لائن صحافت کورس گروپ میں شمولیت کے لئے اپنے واٹس ایپ نمبر سے اس نمبر 03213000857 پر اپنا پورا نام. علاقہ. تعلیم. پیشہ اور مصروفیات کیا کیا ہیں؟ اردو رسم الخط میں سینڈ کیجئے.